

## گفتگو: فکر مندی اور بدی سے

ڈاکٹر جاسم محمد مطوع

ایک بزرگ بنان کہتے ہیں: میں علامہ ابن عربیؒ کے یہاں گیا، وہ اپنے گھر پہ چاروں طرف کتابوں میں گھرے رہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: ”ان تمام کتابوں کا خلاصہ مجھے دو مفید جملوں میں بتا دیجیے۔“

انھوں نے کہا: ”تمھاری ساری کی ساری فکر مندی اس بارے میں رہے جس سے اللہ وحدہ لا شریک راضی ہو، اگر دل پر کوئی اور چیز آ پڑے تو اسی وقت توبہ کر لو۔“  
حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے اٹھتے تو ساتھیوں کے ساتھ یہ دعا عموماً پڑھا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ اَقْسِمَ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَمَعَا صِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ وَمِنَ الْيَقِينِ مَا نُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَمِئْتَعَتَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقَوَائِنَا مَا أَحْبَبْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تَسْلُطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا [رواه الترمذی، حدیث ۳۵۰۲] اے اللہ ہمیں اپنے ڈر کا وہ حصہ دے جو ہمارے اوپر تیری نافرمانیوں کے بیچ حائل ہو جائے، اپنی اطاعت کا وہ حصہ دے جس سے تو ہمیں اپنی جنت تک پہنچا دے، یقین کا وہ حصہ دے جس سے دنیا کی مصیبتیں

○ ممتاز اسکالر، اقرائ فیلی وڈن چینل، کویت کے سابق صدر، کویت، ترجمہ: ڈاکٹر محی الدین غازی

ہمارے لیے آسان ہو جائیں، ہماری سماعت اور بصارت اور قوت کو جب تک ہم زندہ ہیں باقی رکھ۔ ہمارے وارث ہم ہی میں سے بنا، ہمارا انتقام ان کے خلاف کر جنھوں نے ہم پر ظلم کیا۔ جو ہم سے دشمنی کرے اس کے خلاف ہماری مدد کر اور دین کے معاملے میں ہمیں مصیبت میں نہ ڈال، اور دنیا کو ہماری سب سے بڑی فکر نہ بنا دے اور نہ اسے ہمارے علم کی منزل بنا، اور نہ ہم پر انھیں مسلط کر جو ہم پر رحم کے روادار نہ ہوں۔ میں نے جب یہ دعا پڑھی تو میری روح سرشار ہو گئی۔ میں نے دہرا دہرا کر اسے یاد کر لیا۔ اب کیفیت یہ ہے کہ دعا کا ایک جملہ ہمیشہ رکنے پر مجبور کر دیتا ہے: ”دنیا کو ہماری سب سے بڑی فکر نہ بنا“۔

پھر ایک دن میں نے اپنے دل سے فکر مندی کو آواز دی کہ خود اسی سے اس کے بارے میں اور اپنے متعلق گفتگو کروں۔ یوں فکر مندی دل سے نکل کر میرے سامنے آن کھڑی ہوئی اور گفتگو شروع ہو گئی۔

میں: فکر کی تمہارے یہاں کتنی قسمیں ہیں؟

فکر مندی: دو قسمیں ہیں: دنیا کی فکر اور آخرت کی فکر۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی بتایا ہے: ”جس کی فکر مندی آخرت کے لیے ہو، اللہ اس کے دل کو مال دار بنا دیتا ہے، اس کے کاموں کو اس کے لیے جمع کر دیتا ہے، دنیا بے بسی کی حالت میں اس کے پاس آتی ہے۔ اور جس کی فکر مندی دنیا بن جائے اللہ اس کی محتاجی کو اس کی نگاہوں کے سامنے کر دیتا ہے، اس کے کاموں کو بکھیر دیتا ہے اور دنیا سے اس کو وہی ملتا ہے جو اس کے مقدر میں ہوتا ہے“۔

میں: میں اپنے آپ کو کیسے جانوں؟ اور اپنی فکر مندی کو کیسے پرکھوں، سمجھوں؟

فکر مندی: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں جو نشانیاں بتائی گئی ہیں ان سے بھی تم جان سکتے ہو۔ اسی طرح علامہ ابن قیمؒ کی اس عبارت سے بھی رہنمائی لے سکتے ہو: ”جب بندہ صبح و شام کرے اور اس کی فکر صرف اللہ وحدہ ہو تو:

- اللہ سبحانہ اس کی تمام ضروریات کا ذمہ لے لیتا ہے۔ اس کی ہر فکر مندی کو اٹھالیتا ہے۔
- اس کے دل کو اپنی محبت کے لیے خالی کر دیتا ہے۔ اس کی زبان کو اپنی یاد کے لیے

یکسو کر دیتا ہے۔ ● اس کے اعضا و جوارح کو اپنی اطاعت کے لیے فراغت دے دیتا ہے۔  
 میں: اپنے روزمرہ کو ذہن میں لا رہا ہوں تو مجھے شرمندگی اور گھبراہٹ نے آن گھیرا ہے۔  
 فکر مندی: گھبراہٹ مسئلے کا حل نہیں، بلکہ یہ سوچو کہ جس کی فکر پر دنیا سوار ہوتی ہے،  
 وہ اسی میں الجھا رہتا ہے۔ اسی کے لیے منصوبہ بناتا ہے، آخرت پر اسے ترجیح دیتا ہے۔  
 میں: اس نامناسب کیفیت کو کس طرح جان سکتا ہوں؟

فکر مندی: اسے جاننے کی نشانیاں یہ ہیں:

● اللہ اس پر دنیا کی فکروں، الجھنوں اور غموں کو مسلط کر دیتا ہے۔ ● اسے اس کے حال پر  
 چھوڑ دیتا ہے۔ ● اللہ اس کا دل اپنی محبت سے ہٹا کر مخلوقات کی محبت میں گرفتار کر دیتا ہے۔ ● اس  
 کی زبان کو اپنے ذکر کے بجائے دوسروں کے ذکر میں مصروف کر دیتا ہے۔ ● اس کی صلاحیتوں کو  
 اغیار کی خدمت میں مصروف کر دیتا ہے۔ پھر وہ جانوروں کی طرح مارا مارا پھرتا ہے۔ (”جو شخص  
 رحمن کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن  
 جاتا ہے“۔ (الزخرف ۴۳: ۳۶))

میں: مجھے تو لگتا ہے کہ میرے اندر دونوں طرح کی باتیں ہیں؟

فکر مندی: تمہارا احساس درست نہیں ہے۔ اللہ انسان کے دل میں دونوں فکروں کو  
 جمع نہیں کرتا ہے: تو دنیا کی فکر ہوگی یا پھر آخرت کی فکر۔ تم شاید کہنا چاہتے ہو کہ کبھی کبھی آخرت کی فکر  
 کی علامت کی جگہ تم فکر دنیا کی کوئی علامت اپنے اندر پاتے ہو، یہ کوتاہی انسان میں ہو جایا کرتی ہے۔  
 عبدالقادر جیلانی نے ایک لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”اے لڑکے تیری  
 فکر مندی کی چیزیں کھانا پینا، پہننا، شادی کرنا، گھر بنانا، مال جمع کرنا نہ ہوں۔ یہ سب تو نفس اور  
 طبیعت کی فکریں ہیں۔“

اُس نے پوچھا: یا شیخ! پھر دل کی فکر مندی کہاں ہے؟

فرمایا: ”تمہاری فکر مندی وہ ہے جو تمہیں پریشان رکھے، تمہاری فکر تمہارا رب ہو اور رب  
 سے ملاقات کی فکر ہو اور رب سے ملاقات ایک فکر مند دل ہی کے نصیب میں ہے۔“  
 میں (جھکتے ہوئے): آخرت کے لیے فکر مند دل کے اوصاف کیا ہیں؟

فکر مندی: امام محاسبیؒ نے اس کا بہت عمدہ جواب اشعار میں دیا ہے۔ (ترجمہ عربی اشعار):  
نادان اسے خاموش اور گونگا سمجھتا ہے، ارے دانائی نے اسے خاموش رہنے کو کہا  
ہے۔ بے وقوف اسے محض بکنے والا سمجھتا ہے، تاہم اللہ کے لیے، خیر خواہی اسے بولنے  
کو کہتی ہے اور وہ لایعنی باتوں سے مطلب نہیں رکھتا ہے۔ لوگ اس سے آرام پاتے  
ہیں، وہ اپنے آپ میں تھکتا رہتا ہے۔ اس نے خواہش کو اللہ کی مرضی کے تابع بنا دیا اور  
لائیج کی سرکوبی پر ہیزار گاری سے کر دی۔

میں: اللہ یہ صفات میرے اندر پیدا فرمائے۔ جس کے اندر یہ صفات ہوں وہ تو ہمیشہ  
اللہ کو یاد کرتا ہوگا؟

فکر مندی: ہاں، یہ درست ہے۔ دن میں پانچ نمازیں اسی لیے فرض کی گئی ہیں کہ دل  
دو ہی حالتوں میں رہے: نماز یا نماز کا انتظار۔ ہمیشہ اللہ کے ساتھ رہے۔ ہمیشہ اللہ کی فکر میں ڈوبا  
رہے، اسی لیے تو جس کا دل مسجد میں نماز یا نماز کے انتظار میں اٹکا رہتا ہے، اسے رحمان کے عرش کا  
سایہ ملے گا، اس دن جب اس کے سایے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔  
میں: فکر آخرت سے کیا مراد ہے؟

فکر مندی: آخرت قبر سے شروع ہو کر جنت یا دوزخ پر ختم ہوتی ہے۔ تم روزانہ بلکہ  
ہر وقت اپنے دل اور اپنی فکر سے قبر کی زیارت کر سکتے ہو۔ امام محاسبیؒ نے نصیحت کی تھی: ”اپنی  
فکر مندی کے ذریعے قبروں میں ہو آیا کرو، اپنے دل پر سوار ہو کر میدان حشر میں ٹہل آیا کرو“۔  
میں: صالح فطرت لوگ آخرت کے لیے کس طرح فکر مند رہتے تھے؟

فکر مندی: توجہ سے سنو!

..... ابراہیمؑ کا بیان ہے: دو چیزوں نے دنیا کی لذت مجھ سے کاٹ دی، موت کی  
یاد اور اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے ہونے کی فکر۔

..... کعبؑ کہتے ہیں: جو موت کو سمجھ لے، دنیا کی مصیبتیں اور فکریں اس کے لیے آسان  
ہو جائیں۔

صحابہ کرامؓ تو ہر آن آخرت کے بارے میں فکر مند اور جنت کے مشتاق رہا کرتے تھے۔

میں: لیکن میں دنیا کی فکر کو دل سے کیسے نکالوں؟

فکر مندی: تم ایسا نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ تم دنیا میں رہتے ہو، اور قدرت حق کے قانون کے تحت اس کے ساتھ میل جول رکھنا ناگزیر ہے۔ تاہم، اسے اپنے ہاتھ میں لو، اپنے دل میں مت بٹھاؤ۔ پانی کی طرح کہ کشتی میں بھر جائے تو اسے ڈبو دے اور کشتی کے نیچے رہے تو اسے سہارا دے۔

میں: مگر میں اس سے پوری طرح چھٹکارا پانا چاہتا ہوں؟

فکر مندی: تم ناممکن کی بات کر رہے ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پر غور نہیں کیا: ”دنیا کو میری سب سے بڑی فکر نہ بنا۔“

فکریں بہت ساری ہو سکتی ہیں، ان کا تعلق مفید امور سے ہو سکتا ہے، البتہ یہ خیال رہے کہ دنیا سب سے بڑی فکر مندی نہ بن جائے۔

حکیم ابن مقفع کی یہ بات سنا کر فکر مندی دوبارہ میرے دل میں اپنا نقش ثبت کر کے چلی گئی: ”کتنے لوگ ہیں کہ جنہوں نے دنیا حاصل کرنا چاہی اور اس کے لیے یکسو ہو گئے، مگر پھر دنیا ان سے چھین لی گئی۔ کوششیں ان کے اعمال نامے میں لکھ دی گئیں، دنیا دوسروں کے قبضے میں چلی گئی، اور ان کا مال ان ہاتھوں میں چلا گیا جو انہیں پسند بھی نہیں تھے۔“

### گفتگو: بدی سے

اتوار کی رات، ٹھیک گیارہ بجے، میں ہفتہ بھر کی مصروفیات سے فارغ ہو چکا تھا۔

اب میں کیا کروں؟ میرے پاس فرصت کے طویل اوقات تھے۔ میں کمرے میں تنہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں کیا کروں؟

میرے دل میں ایک بڑے کام کا خیال آیا اور اسی لمحے میں اس پر آمادہ ہو گیا۔ دروازہ اور کھڑکیاں بند کر لیں۔ اب کمرے میں مجھے دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔

میں اس بڑے کام کو کرنے ہی والا تھا کہ میرے کانوں سے ایک آواز نکلائی:

”افسوس ہے اس بندے پر جس کے گناہ بڑھتے جا رہے ہیں اور توبہ کم ہوتی جا رہی ہے۔

وہ قبر سے جتنا نزدیک ہو رہا ہے، اس کی غفلت میں اور اضافہ ہو رہا ہے۔

اے گناہ گار! تجھے شرم نہیں آتی۔ تیری تنہائی میں بھی اللہ تیرے ساتھ ہے۔

تیرا رب تجھے ڈھیل دے رہا ہے اور تیرے گناہوں پر پردہ ڈالے ہوئے ہے مگر تو اور زیادہ ڈھیٹ ہو گیا ہے۔“

میں چونک پڑا۔ خوف سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کون ہے؟ یہ کس کی آواز ہے؟  
یکا یک مجھے ایک سیاہی مخلوق نظر آئی، میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تم کون ہو؟  
اس نے کہا: ”میں تمہاری بدی ہوں۔“

میں: تم رات گئے کیوں آئی ہو؟  
بدی: تمہیں نصیحت کرنے۔

میں: بدی اور نصیحت؟

بدی: ہاں، سمجھ دار کے لیے بدی میں بھی نصیحت کا سامان ہے۔

میں: تمہیں کیا کہنا ہے؟

بدی: کیا تم سمجھتے ہو کہ تم یہاں تنہا ہو؟

میں: کیا مطلب؟

بدی: تم جب گناہ کرنے جا رہے تھے تو بڑے مطمئن لگ رہے تھے۔ کیا تمہیں حساب کے دن کا خوف نہیں ہے؟ تم دیواروں کی آڑ میں انسانوں سے تو چھپ سکتے ہو، مگر کاش! تمہیں احساس ہوتا کہ تم اللہ کی نگاہ میں ہر وقت رہتے ہو۔

میں: مگر میں تو نیکی کے کام بھی کرتا ہوں، جن سے اللہ خوش ہوتا ہے۔

بدی: تنہائی میں گناہ کرنے سے اللہ کے ساتھ بندے کا تعلق خراب ہو جاتا ہے اور اس

کی نیکیاں مٹی میں مل جاتی ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں اپنی امت کے ایسے بہت سارے لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں، جو قیامت کے دن اتنی نیکیاں لائیں گے جیسے کہ تہامہ کے سفید پہاڑ، مگر اللہ ان سب کو راکھ کی طرح اڑا دے گا۔“

صحابی رسول ثوبانؓ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! ہمیں ان کے بارے میں بتائیے،

وہ کیسے لوگ ہیں؟ کہیں انجانے میں ہم بھی انھی میں شامل نہ ہو جائیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سنو! وہ تمہارے ہی بھائی ہیں، تمہاری طرح رہتے

ہیں، تمھاری طرح شب بیداری بھی کرتے ہیں، لیکن ان کا حال یہ ہے کہ تنہائی میں گناہ کرنے کا موقع ملتا ہے تو کر ڈالتے ہیں۔“

میں: یہ حدیث تو دل دہلا دینے والی ہے۔

بدی: اسی لیے میں تمھیں خبردار کر رہی ہوں، اور یہ بھی سن لو کہ جب تم تنہائی میں گناہ کرتے ہو تو خدا کے ساتھ خلق خدا سے بھی تمھارا تعلق بگڑ جاتا ہے۔ لوگ تم سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

میں: لیکن لوگوں کو کیا پتا کہ میں تنہائی میں کیا کرتا ہوں؟

بدی: یہ بات صحابی رسول حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بتائی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ”بندہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا غصہ مومنوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور اس کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔“

میں: لیکن میرے گناہ تو بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اتنے چھوٹے چھوٹے گناہوں سے میرا اعمال نامہ خراب نہیں ہوگا۔

بدی: قطرے قطرے سے دریا بن جاتا ہے اور میں تو خود بدی ہوں، میں تم سے زیادہ جانتی ہوں کہ انسانوں کے نامہ اعمال کو قیامت کے روز کتنا خراب کر دوں گی۔ ظاہر ہے چیونٹی اپنے گھر کے بارے میں جتنا جانتی ہے، اُونٹ چیونٹی کے گھر کے بارے میں اتنا نہیں جان سکتا۔

میں: یہ سب باتیں پہلے میری سمجھ میں کیوں نہیں آئیں؟ میں تو بڑی خطرناک غفلت میں اوندھے منہ پڑا تھا۔ میں تو دنیا کی رنگینیوں سے دھوکا کھا گیا۔

بدی: اللہ کے بندے، اٹھو، ابھی گنجائش ہے، تم تلافی کر سکتے ہو۔ مجھے اچھی طرح پہچان لو، میں بدی ہوں۔ قیامت کے دن ہلاکت کا سبب، بندوں کے بغض و نفرت کی وجہ، نیکیوں میں سے برکت اٹھانے والی، حافظے اور علم دونوں کے لیے مہلک۔

میں: اوہ، تو یہ سب کچھ تمھاری ہی وجہ سے ہے۔

بدی: یہی نہیں، اس سے بھی زیادہ۔ یہ سمجھ لو کہ ہر بدی دوسری بدی کو جنم دیتی ہے۔ نیکی کا ثواب یہ بھی ہے کہ اس کے بعد دوسری نیکی کی توفیق ملے، اور بدی کی سزا یہ بھی ہے کہ اس کے بعد دوسری بدی سرزد ہو۔

میں: مگر یہ بتاؤ کہ اب میں کیا کروں؟  
 میں تو گناہ کا ارادہ کر چکا ہوں، اسے کرنے کے لیے کمرے کا دروازہ اور کھڑکیاں بند  
 کر چکا ہوں۔ میرا یہ گناہ تو درج ہو ہی گیا ہوگا؟  
 بدی: نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ بندہ جب بدی کا ارادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ڈر سے  
 اسے نہیں کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے:  
 ”جس نے بدی کا ارادہ کیا مگر اس کا ارتکاب نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مکمل نیکی اپنے  
 پاس لکھ لیتا ہے۔“  
 اس لیے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ اپنے کمرے کا دروازہ اور کھڑکیاں بند رہنے دو۔ کمرے  
 میں اندھیرا کر لو، مگر کس لیے؟  
 اللہ کی عبادت کے لیے۔ کیوں کہ تہائی کی بدی کو تہائی کی نیکی سے مٹایا جاتا ہے۔

---